غم شہ کا جس نے بیاں کر دیا — ان آنکھوں نے دریا رواں کر دیا
گھٹا زور، مشقِ سخن بڑھ گئی — ضعیفی نے ہم کو جواں کر دیا

ق

سبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر — مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا
مری قدر کر، اے زمینِ سخن! — تجھے بات میں آسماں کر دیا

نہ دیکھی گئی شہ سے اصغر کی لاش — زمیں میں پسر کو نہاں کر دیا
نہ کی آہ کچھ عمرِ رفتہ کی قدر — عجب جنس کو رائگاں کر دیا
لکھی شہ کے خالِ معنبر کی مدح — قلم نے ہمیں نکتہ داں کر دیا
فلک سے ہوا کب مرا کام سہل — مگر ہاں جنازہ رواں کر دیا

ق

پھڑکتا ہے کیوں اتنا، اے مرغِ زر — مقدر نے ویراں مکاں کر دیا
نشیمن بھی دے گا وہ فردوس میں — تجھے جس نے بے خانماں کر دیا

زہے شفقتِ سبطِ خیر الوریٰ — عجب رتبۂ میہماں کر دیا
کوئی جانتا بھی نہ تھا حُر کا حال — اُسے دم میں جانِ جہاں کر دیا
کہاں ایک ذرہ کہاں آفتاب — خدا نے کسے مہرباں کر دیا
گھٹا فکر میں جسم مثلِ قلم — سراپا کو صرفِ زباں کر دیا

ق

ہوئے دفن اکبر تو چلائی ماں — اجل نے زمیں میں نہاں کر دیا
چھپانے لگے ہم سے منہ قبر میں — انھیں جب خدا نے جواں کر دیا

جو پوچھی علمدار نے جائے قبر — ترائی میں شہ نے نشاں کر دیا
نواسنجیوں نے تری اے انیس
ہر اک زاغ کو خوش بیاں کر دیا